

شریعت بل کی دفعہ ۳ کے بارے میں

علماء کرام کے ارشادات

استفتاء

کیا فرمانے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ”شریعت بل“ کے عنوان سے حال ہی میں ایک مسودہ قانون کی منظوری دی ہے جس کی دفعہ ۳ میں شریعت اسلامیہ کی بالادستی کو ان الفاظ کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے -

”شریعت یعنی اسلام کے احکامات جو قرآن و سنت میں بیان کئے گئے ہیں پاکستان کا بالادست قانون (سپریم لاء) مول کے بشرطیکہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل متاثر نہ ہو“ (حوالہ جنگ لاہور ۱۹ مئی ۱۹۷۹ء)

وضاحت طلب امر یہ ہے کہ کیا کسی مسلم شخص یا ادارہ کے لیے شرعی احکام کی بالادستی کو مشروط طور پر قبول کرنے کی گنجائش ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو مذکورہ بالا کارروائی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

امید ہے کہ آنجناب خالصۃً شرعی نقطہ نظر سے اس امر کی وضاحت فرما کر اپنی دینی و قومی فہم داری سے عند اللہ وعند الناس سبکدوش ہوں گے۔

المستفتی ابوعمار زائد الراشدی ڈائریکٹر الشریعۃ اکیڈمی مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

جوابات

جامعہ اشرفیہ لاہور :

”گنجائش نہیں یہ تو بالادستی نہیں تو مین ہو رہی ہے جو گناہ ہے شرعی حیثیت حرام ہونے کی ہے“ منجانب دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور :

”بشرطیکہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل متاثر نہ ہو“ کی قید بالکل غلط اور اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے مترادف سے اس قید کو لازماً حذف ہونا چاہیے، ”ازمولانا مفتی محمد اللطیف جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون کوہاری گٹ لاہور

دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی:

”قرآن و سنت کے مجہد احکام کی بالادستی کو کسی شرط سے معلق کرنا غلط ہے اور گواہی کی عطا ہے، ”ازمولانا قاضی حبیب الرحمن مفتی تعلیم القرآن ہفت روزہ الاعتصام لاہور:

”اس دفعہ کے آخری الفاظ نے یقیناً قرآن و حدیث کی بالادستی کو ختم کر کے علماء پارلیمنٹ کی بالادستی کو قائم کر دیا ہے کہنے کو یہ ایک سطر کی عبارت ہے لیکن اپنے مفہوم و نتائج کے اعتبار سے نفاذ شریعت کی راہ میں سد سکندری اور کوہ ہمالیہ سے بھی بڑی رکاوٹ ہے“ ازمولانا حافظ صلاح الدین یوسف

سیال شریف:

”یہ شرط غلط ہے اگر اس شرط کو قائم رکھا گیا تو فیصلہ جات بجائے شریعت اقدس کی اتباع میں دیے جانے کے سیاسی، حکومتی اور غیر شرعی سورتوں میں ہو کر نہ صرف اسلامی معاشرہ کو بنا دیا جائے گا بلکہ شریعت اسلامیہ سے مدافعت ہوگا۔ (ازمولانا غلام اللہ)

مدرسہ النوار العلوم ملتان:

”قرآن و سنت کی بالادستی کو مشروط طور پر تسلیم کرنا کتاب و سنت کے ساتھ سنگین مذاق کے مترادف ہے“ ازمولانا مفتی غلام مصطفیٰ رضوی۔

جامعہ رحمانیہ لاہور:

”یہ شرط سب کو لبر ذہن کی عکاسی کرتی ہے جو قرآن و سنت کی بالادستی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے لیکن اس سے انکار کا حوصلہ بھی نہیں رکھنا کوئی مسلمان ایسی بات نہیں کر سکتا۔ (ازمولانا محمد اجمل خان)

مدرسہ نجم المدارس کلاچی

”موجودہ لوگ جنہوں نے اکثریت کے بل بوتے پر یہ شرط لگا دی ہے کہ موجودہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل بہ صورت متاثر نہیں ہوگی ان میں جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ سیاسی نظام

اور اسلامی حکومت کی موجودہ شکل اسلام کے خلاف ہے اور اس کے باوجود یہ اسلام کے سیاسی نظام اور اسلامی حکومت کی تشکیلات سے بہتر ہے معاذ اللہ تو یہ عقیدہ اسلام کی نفی ہے اور اس عقیدے کے باوجود ان کا مسلمان ہونے کا دعویٰ الحاد اور زندقہ ہے اور اگر یہ سمجھتے ہوں کہ اسلام کے خلاف تو ہے مگر اہم اسے اپنانے پر دنیوی مفادات وغیرہ کی بنا پر مجبور ہیں تو یہ فسق اور فجور ہے اور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں برا اختیار خود زمام اقتدار دینا بالکل ناجائز ہے بشرطیکہ دوسرا ان سے نسبتاً کم درجہ کا فاسق ہوگا“ (از مولانا قاضی عبدالکیم -

بیر شریف لاڑکانہ :

”اس سے ایمان ضائع ہوگا“ از مولانا عبدالکیم قریشی

جامعہ مدنیہ لاہور :

”اس (شرط) کے یہ معنی ہیں کہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل اصل الاصول ہے اور اسلام کے احکام ثابتہ من القرآن والحديث اس کے تابع ہیں جو احکام اسلام اس اصل الاصول سے متضادم ہوں گے وہ اس اصل الاصول سے منسوخ سمجھے جائیں گے یہ صریح کفر ہے ایک تو یہ کہ اسلام کو اپنے خود ساختہ قوانین کے تابع کیا گیا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام جمیع احکام اصل الاصول اور حکومت و سیاسی نظام کے جمیع خود ساختہ قوانین اس کے تابع ہیں اس کے جو قوانین اسلام سے متضادم ہوں وہ کالعدم ہوں کیونکہ متضادم خود بڑی معصیت ہیں اسلامی احکام پر کسی بھی دوسری چیز کو ترجیح دینا اور اسلام کے مقابلہ میں ان کو تسلیم کرنا عین کفر ہے الاسلام یعلو ولا یصلی“ (از مولانا مفتی عبدالحمید،

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک :

”اس تسلیم کی پلیٹ میں جو دخل ہے اس کا سمجھنا سیاست دان لوگوں کا منصب ہے میرے خیال میں یہ الفاظ معہودہ استثناء الكل من الكل کی طرح بہ ظاہر تسلیم اور اقرار ہے اور درحقیقت انکار اور فرار ہے“ از مولانا مفتی محمد فرید

دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری :

ایک مسلمان کے لیے بطور عقیدہ کے تو شریعت کو سپریم لاء تسلیم کرنا لازمی ہے اگر عملی طور پر اس سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو وہ بھی سہوایا اضطراب اصراف نظر کے لائق ہو سکتی ہے مگر

عندایہ بھی قابل مواخذہ ہوگی“ از مولانا محمد یوسف خان
جامعہ محمدی شریعت جھنگ :

”اسلامی احکام کو قبول کرنے کے لیے یہ شرط لگانا بالکل غلط ہے احکام اسلام جو قرآن و سنت پر مبنی ہیں ان تمام کا تسلیم کرنا مسلمان پر علی الاطلاق واجب ہے اسلامی احکام کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں“ از مولانا محمد نافع۔

مرکزی جامع مسجد گجرات :

”صورت مسئلہ صریح منافقت ہے اور قرآن و سنت کے آئین و قانون سے کھلی بغاوت

ہے۔ از مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری۔

مدرسہ نصرۃ العلوم کو حبر الزوالہ :

”شرعی احکام کی بالادستی کو مشروط طور پر قبول کرنا دراصل شریعت کی بالادستی سے انکار کے

مترادف ہے اور اتحاد و زندہ قہ اسی کو کہتے ہیں“ از مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان

مرکزی جامع مسجد چکوال :

”مندرجہ دفعہ میں شریعت کی بالادستی کو مشروط کر کے اس کی بالادستی کی نفی کر دی گئی ہے

اور معاملہ برعکس ہو گیا ہے گویا کہ اصل بالادستی مروجہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل کو حاصل

ہے، ایذا باللہ“ از مولانا قاضی مظہر حسین

خدام الدین لاہور :

”حکومت نے دفعہ سب میں شرط عائد کر کے پورے شریعت بل پر بلڈ وڈر پھیر دیا ہے

اور قرآن کریم کی واضح آیات کی روشنی میں ایسی شرط کفر کے مترادف ہے“ از مولانا حمید الرحمن عباسی۔

جامع مسجد گلبرگ پشاور :

”اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و سنت مغربی نظام سے متضاد ہونے کی صورت میں

ملک کے لیے سپریم لاء نہیں اس میں مغربی نظام کو قرآن و سنت پر فوقیت دی گئی ہے

جو ظلم اور کفر کے مترادف ہے“ از پروفیسر محمد امین درانی